یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ اسلام نے انسان کے ذہن کو ابدی زندگی کے تصور سے آشنا بنا کر اسے ہدایت کی کہ وہ اخروی عوض کی امید پر ہر قسم کے ظلم، حق تلفی اور ناانصافی کو برداشت کرتا رہے۔ اس تصور کو انسانی دل و دماغ میں پیوست کرنے کا مقصد محض اس کے کاموں میں انضباط اور توازن قائم کرنا ہے۔

نظام اسلامی کا بنیادی امتیاز ابدی زندگی کا تصور اور اخلاقی تربیت کا مخصوص بندوبست ہے۔ اس نظام کی نظر فرد اور قوم دونوں کے اوپر ہے۔ اسلام ان کے حقوق کا اعتراف کرتے ہوئے ان میں اعتدال اور توازن پیدا کرتا ہے۔ اس کے نزدیک نہ فرد کو قانون سازی اور حکام کے تقرر کا حق ہے اور نہ جماعت کو۔ دونوں اپنے خالق کے بنائے ہوئے قانون کے پیرو اور اس کے انتخاب کردہ حکام کے فرماں بردار ہیں۔

ہر وہ معاشی نظام جس کی تشکیل زندگی کے ابدی تصور اور انسان کی اعلیٰ اخلاقی تربیت کو نظر انداز کر کے ہوگی، وہ ہمیشہ مشکلات عالم کے حل کرنے میں ناکامیاب ہوگا۔ وہ کبھی لوگوں کے ذاتی جذبات کا ساتھ دے کر جماعت کے حقوق کو پامال کرے گا اور کبھی جماعت کے مفادات کے تحفظ کے لیے لوگوں کی فطرت کا گلا گھونٹ دے گا۔ ان کے ساتھ ناانصافی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس نظام اور ان کے جذبات کے درمیان مسلسل کشمکش رہے گی۔ یہی نہیں بلکہ خود معاشرتی نظام کا وجود ہر وقت خطرے میں رہے گا کہ کہیں اس کے چلانے والے ہی اسے منقلب نہ کر دیں، کیونکہ فطری جذبات سے ان کے دل و دماغ بھی خالی نہیں ہیں۔ پھر خوش قسمتی سے ان کی من مانی کارروائیوں کے واسطے میدان بالکل خالی ہے۔ ان کی حرف گیری اور نکتہ چینی کے لیے کوئی موجود نہیں ہے۔ نظام مارکسی نے انھیں کل وجز کا اختیار دیدیا ہے۔ کسی کو چون و چرا کرنے کا حق نہیں ہے۔